بحرین پاکستانی کمیونٹی کی شہرت کو دنیا پسند کرتے ہیں: حاجی محمد اقبال

☐ میں پہلے انگلینڈ آیا تھا نومبر 1961ء اور پھر جنوری 1978ء میں ڈنمارک آ گیا روزگار کی تلاش کے سلسلے میں۔

☐ جی ہاں میں مطمئن ہوں۔

☐ وطن کی یاد اور اس سے پیار ایک انسانی فطرت ہے ہمارے آخری نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ہجرت مکہ کی تو کعبہ کی طرف چہرہ مبارک کر کے فرمایا کہ اے مکہ میرا دل نہیں کرتا تجھ سے جدا ہونے کو مگر یہ کفار مجھے رہنے نہیں دیتے۔ میں اسی امید پر کہ اللہ تعالیٰ اسباب بنا دیتے ہیں وطن جانے کے لئے۔

☐ دوسرے کو باپ کہنے سے وہ باپ نہیں ہوتا مگر دنیا کے کسی کونے میں بھی انسان ہو جائز حق ادا کرنا چاہیے۔

☐ بحیثیت ایک مسلمان ہوتے ہوئے صبر سے کام لینا چاہیے اپنا حق لو کیں اور حقوق العباد ادا کریں۔ اولاد کی پرورش اس طرح کریں جس کا بعد میں پچھتاوا نہ ہو۔ صحیح اسلامی طریقہ پر اور اپنا کردار ایمانداری اور کردار دیانت دار اولاد کے سامنے ہونا چاہیے اور اولاد کو لقمہ حلال کھلایا جائے خواہ دوسروں سے کم ہی کیوں نہ ہو مگر آخرت میں اور دنیا میں اس کی لذت سب سے اچھی ہوگی اور ہے آج جس شخص کی اولاد اچھی ہے نیک ہے خدمت گزار ہے اس شخص سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہے اور انسان خود اپنے آپ پر نظر دوڑائے جب انسان اچھی راہ اختیار کرے تو پھر مسائل کون سے رہ جاتے ہیں۔ مسائل تو انسان خود اپنے لئے پیدا کرتا ہے۔

☐ شکایت و مسائل ہوتے ہیں مگر سفارتخانہ والے ہم میں سے ہیں ہم ایک دوسرے سے جدا تو نہیں خدا کا فضل ہے کہ دنیا کے ہر ملک میں سفارتخانہ ہماری پہچان ہے۔

☐ ایک اچھا شہری بن کر رہوں تا کہ میرے ملک کی بدنامی نہ ہو اور اولاد کی اچھی تربیت کی ہے کہ جہاں بھی ہوں ان کو اچھے انسان اور اچھے پاکستانی مسلمان کی حیثیت سے پہچانا جائے۔

☐ سیاسی طور پر ہم دیار غیر میں رہتے ہوئے پاکستان کا نہ تو موقف پیش کر سکتے ہیں۔ حکومت ڈنمارک کے آگے کیونکہ ہم نے یہاں بھی پاکستان کی

حاجی محمد اقبال

سیاست لائی ہوئی ہے اور خود ساختہ صدر فلاں پارٹی اور چیئرمین فلاں پارٹی جبکہ ہمیں نہ ان پارٹیوں کی ضرورت ہے یہاں پر اور نہ ان پارٹیوں کی یہاں کوئی حیثیت ہے یہاں اور یہ تمام چال ہمارے ملک کے شاطر سیاست دانوں کی ہے کہ ان لوگوں میں تعلیم کا فقدان اتنا ہے کہ انہیں یہ اپنے ایک دوسرے میں لڑیں، جھگڑیں ہم سے کوئی مطالبہ نہ کر سکیں اور اسی وجہ سے آج ہماری نئی نسل کی سوچ ہم سے علیحدہ ہے اور ہم سے مفرور ہے اور یہ نئی پود ہمیں پسند نہیں کرتی کہ ہم وہ جو کچھ کرتے نہیں جو کہتے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔

حق تو یہ تھا کہ ہم لوگ ملک کی سیاست کی بجائے یہاں کے مسائل کا حل ڈھونڈنے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے مگر ہم سستی شہرت کو زیادہ پسند کرتے ہیں جس وجہ سے انسان جو کرتا ہے اس کا صلہ بھی خود پا لیتا ہے۔

☐ ہر تہوار پر ہم نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنا رکھی ہے وہ کون سا تہوار

ہے جو ہم نے مل کر اکٹھا منایا یہ تو خدا کا شکر ہے کہ اللہ نے اپنے ذمہ میں لے رکھا ہے قرآن کی حفاظت ورنہ ہم اس میں بھی کیا کیا تبدیلیاں کر دیتے کیا یہی طریقہ ہے اور ہمارے نبی آخر الزماںؐ نے تو بتایا تھا کہ خوشی مناؤ مگر نماز کا وقت نہ بھول جاؤ اور ہمارے ہاں تہوار منائے جاتے ہیں غیروں کی

طرح جیسا کہ اسلام سے ہمارا رشتہ تعلق ہی کوئی نہیں کیا ایسے مسلمان ہوتے

ہیں کیا اصحابہ کرام کا بھی یہ عمل تھا اگر صحابہؓ کا عمل نہ تھا تو ہمارا کیوں؟ وجہ صرف یہ ہے کہ ہم رسم و رواج میں عملی طور پر زیادہ مصروف ہو گئے اسلام سے ہم دور ہو گئے ہم اسلام کو چھوڑ رہے ہیں اور اسلام ہم کو چھوڑ رہا ہے اور اس کی سزا ہم کو جو مل رہی ہے وہ اولاد کی شکل میں مل رہی ہے۔

□ ایسے لوگ چند دن عیش کی زندگی گزار سکتے ہیں لطف تو ہوتا ہے کہ انسان خود کمائے اور پھر زندگی کو زندگی سمجھ کر گزارے۔

□ ہمارے بس میں جو ہے وہ ملک کے لئے بہتر کر رہے ہیں جو ہم سے نہیں ہو رہا وہ اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے غیب کے خزانوں سے مدد کرے۔

□ جی ہاں میں نے یہاں ڈنمارک میں 1990ء سے انجمن بہبود مریضاں پاکستان دینہ ضلع جہلم کی شاخ جو کام کر رہی ہے اس انجمن کے ذریعے سے دینہ ضلع جہلم میں سال میں دو دفعہ آنکھوں کے مفت کیمپ لگائے جاتے ہیں یعنی ایک کیمپ فروری مارچ میں اور دوسرا اکتوبر نومبر کے مہینے میں اور اب تک سولہ کیمپ لگائے جا چکے ہیں اور اب تک 1550 غریب لوگوں کا علاج کیا جا چکا ہے جس میں خوراک عینک اپریشن مفت کئے جاتے ہیں اور ساتھ ٹی بی کے مریضوں کا مکمل علاج بھی مفت کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی ہماری اس تنظیم کے پاس ایک دستکاری سکول ہے۔ دینہ میں جہاں یتیم بچیوں کو اور غریب بیوہ خواتین کو مفت سلائی کڑھائی کا کام سکھایا جاتا ہے اور باقاعدہ ان بیوہ خواتین اور یتیم بچیوں کو دوسرے فوجی سلائی سینٹر میں جا کر امتحان دے کر سکول پاس کرنا ہوتا ہے اور پھر ان کو دو سندیں دی جاتی ہیں۔